جامِ اوّلیں

(از جناب قاضی زین العابدین صاحب سجاد میرٹھی فاضل دیوبند)

میرا ایک دوست تھا، میں اس کی عزت کرتا تھا اور اُس کے جذبات خلوص و دیانت اور دواعی رافت و محبت کی بھی، جن میں دوری و نزدیکی، رضامندی و ناراضی سے کوئی فرق پیدا نہ ہوتا تھا میں قدر کرتا تھا، مگر زمانہ نے میرے اور اُس کے درمیان تفریق پیدا کردی، زندگی کی تفریق، موت کی تفریق نہیں۔ چنانچہ آج میں اس کی زندگی پر رو رہا ہوں اس سے زیادہ جتنا اس کی موت پر آنسو بہاتا۔ کیا تم نے اس سے عجیب تر حرکت بھی سُنی ہے؟

عرصہ دراز تک میری اور اُس کی گاڑھی چھنتی رہی لیکن پھر اُس نے اپنا رویہ بدل دیا اور ہم آپس میں ایک دوسرے سے انجان بن گئے۔ یہاں تک کہ اُس کے دل میں میرا خیال بھی نہ گزرتا تھا، کیونکہ شراب کے جامِ اولیں نے اُس کے دل کا کوئی گوشہ خالی نہ چھوڑا تھا جس میں ساغر و بادہ یا حریفانِ بادہ کے سوا کسی کی سمائی ہوسکتی۔ اگر کبھی بلا قصد اس کے آئینۂ خیال میں میری یاد منعکس ہوجاتی تو وہ اُسے محو کرنے کی کوشش کرتا۔ کیونکہ میری یاد کے ساتھ میری ان تلخ نصائح کا یاد آنا ناگزیر تھا، جن کے تصور سے وہ اپنی مزعومہ سعادت کی نورانی فضا، کو دھندلا کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔

اس کے بعد میں اُس کے حالات سے ناواقف رہا، اور نہ میں نے اُن کا وقوف حاصل کرنے کی کوشش کی کیونکہ میں جانتا تھا کہ بادہ خواروں کی زندگی ایک یکساں اور متشابہ زندگی ہوتی ہے، جس کی آج اور کل اور صبح اور شام میں کوئی فرق نہیں ہوتا، وہی سحر خیزی، بادہ نوشی، سرمستی اور پھر نیند روزانہ کا معمول ہوتا ہے، جس میں کوئی جدت و ندرت نہیں ہوتی۔ اور جو منظر بار بار

نگاہ کے سامنے آتا رہے، خواہ وہ کتنا ہی دلچسپ اور نظر افروز کیوں نہ ہو کچھ عرصہ بعد اس میں کوئی کشش باقی نہیں رہتی۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جن لوگوں کے مکان آٹا چکّی کے قریب ہوتے ہیں چکی کے پہیوں کی گھڑگھڑاہٹ ان کی میٹھی نیند میں حائل نہیں ہوتی، بلکہ اُس کے بند ہو جانے سے اُن کی آنکھ کھُل جاتی ہے۔

اسی طرح مجھے اس کا عرصہ تک خیال نہ آیا، لیکن جب میں نے اُسے حسب معمول شہر بازاروں میں لڑتا ہوا، سڑک کی پٹریوں پر لڑھکتا ہوا، اور پولیس کے ہاتھوں میں گھسٹتا ہوا نہ پایا اور میں نے محسوس کیا کہ اس کے ہنگامہ خیز مشغلہ کا زور شور باقی نہیں رہا تو میری توجہ اُس کی طرف منعطف ہوئی اور میں نے لوگوں سے اس کے حالات کی جستجو کی۔

مجھے بتایا گیا کہ وہ بیمار ہو گیا ہے۔ میں اس جواب سے متعجب نہ ہوا کیونکہ میں اس کا عرصے سے متوقع تھا۔ جس طرح نجومی اجرام فلکی کی رفتار دیکھ کر سورج گرہن اور چاند گرہن کے منتظر رہتے ہیں۔

میں اُس کی عیادت کے لیے اُس کے گھر گیا تو میں نے وہاں نہ کوئی معالج دیکھا اور نہ تیماردار، کیونکہ وہ بیچارہ فقیر تھا اور فقیروں کا خدا کے سوا کوئی نہیں ہوتا۔ حکیم ڈاکٹر اگرچہ ان سے محبت ظاہر کرتے ہیں مگر دل میں مال وزر کا عشق چھپا ہوتا ہے اور دوست احباب اگرچہ خلوص جتاتے ہیں مگر دل میں بیماری اور فقیری کے تعدیہ کا ڈر بیٹھا ہوتا ہے۔

میں اُس کے مکان میں داخل ہوا تو میں نے مکان اور صاحب مکان دونوں کو بدلا ہوا پایا۔ وہاں وہ "روح عالی" موجود نہ تھی جو اُس کے دالانوں اور کمروں میں اُڑی اُڑی پھرتی تھی، نہ وہاں نوکروں کا شور و شغب تھا اور نہ بچوں کی چیخ پکار۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ گویا میں کسی مردہ کی زیارت کے لیے وحشتناک قبر میں داخل ہو رہا ہوں۔ میں مریض کی چارپائی کی طرف بڑھا، میں نے اُس کے چہرہ سے پُرانی چادر سرکائی تو ایک انسانی ڈھانچ جس کی ہڈیوں سے چمڑا لگا ہوا

تھا پڑا نظر آیا۔ میں نے اُس سے مخاطب ہو کر کہا اے انسان خیالی! کبھی اس چرمی خیمے میں میرا ایک محبوب مقیم تھا، کیا تو مجھے بتا سکتا ہے کہ اب وہ کہاں ہے؟ کچھ دیر اُس نے مجھے ٹکٹکی باندھ کر دیکھا، اور پھر بہ مشکل اپنے لبوں کو حرکت دیکر کہا: کیا میں فلاں صاحب کی آواز سن رہا ہوں؟ میں نے کہا ہاں اور پھر پوچھا تمہیں کیا شکایت ہے؟ اُس نے ٹھنڈی سانس کھینچتے ہوئے جواب دیا مجھ "جام اولیں" کی شکایت ہے۔ اپنی عقل و صحت اور دولت و عزت میں نے جس کی نذر کر دی، اور اب اپنی زندگی بھی جس کو بھینٹ چڑھا رہا ہوں۔

میں نے اُس سے کہا "تمہیں یاد ہے کہ میں نے تمہیں شراب نوشی سے بچنے کی کتنی نصیحت کی اور تمہیں اس ہولناک انجام سے کتنا کتنا ڈرایا، مگر افسوس تم نے میری باتوں پر کان نہ دھرا" اُس نے جواب دیا۔ "عزیز من! اس عادت بد کے انجام بد سے جتنی تمہیں واقفیت تھی اتنا ہی مجھے بھی اس کا علم تھا، لیکن افسوس کہ میں "جام اولیں" منہ سے لگا چکا تھا، اور تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ ہر وہ جام شراب جو میں نے منہ سے لگایا جام اولیں اُس کا محرک تھا لیکن جام اولیں مکار اور فریبی دوستوں کے دجل و فریب کو نہ سمجھنے کا نتیجہ۔

خواہش شراب نوشی، نفس غریزی کی دوسری خواہشات کی طرح انسان کی سرشت میں خمیر نہیں کی گئی کہ بعض اوقات وہ اس خواہش کے آگے سر ڈال دینے پر معذور خیال کیا جائے، مگر ہاں جام اولیں کے گھونٹوں کے ساتھ یہ اس کی رگ و پے میں سرایت کر جاتی ہے۔ آپ کہینگے کہ پھر پینے والا یہ جام ہلاکت پیتا ہی کیوں ہے؟ میں جواب دونگا اس لیے پیتا ہے کہ اس کے جھوٹے دوست اور مکار ساتھی اسکی آنکھوں پر پٹی باندھ دیتے ہیں تاکہ اُنکی محفل کی رونق میں اضافہ ہو جو پیالوں کے تصادم اور پینے والوں کے

دوستوں نے مجھ سے کہا "تمہاری زندگی افکار و آلام کے ہجوم میں گھری ہوئی ہے، ان سے نجات پانے کا واحد ذریعہ شراب ہے، علاوہ ازیں شراب سے انسان کا رنگ نکھرتا ہے، جذبات

ابھرتے ہیں اور زبان سنورتی ہے، شراب سے آدمی میں جرأت وہمت اور جوانمردی و بہادری پیدا ہوتی ہے"۔ آہ بادۂ گلفام کا جام جسم انسانی میں جو عارضی سُرخی کی لہریں دوڑا دیتا ہے، اسے وہ صحت سمجھتے ہیں اور بدکلامی وفحش گفتاری کو فصاحت خیال کرتے ہیں، مار پیٹ اور دھول دھپے کو بہادری تصور کرتے ہیں اور بے خبری کے ان چند لمحوں کو جن میں شرابی اپنی عقل پر پردہ پڑ جانے کی وجہ سے حقائق کے ادراک سے قاصر ہو جاتا ہے۔ گالی کو دعا خیال کرتا ہے اور چپت کو سلام، وہ سکون واطمینان سے تعبیر کرتے ہیں۔

کیا شادمانی ہو سکتی ہے اُس شخص کو جو اس مکان میں زندگی بسر کرتا ہو جس کے مکینوں کے لب تبسم سے ناآشنا رہتے ہوں۔ جس کو ہر روز اس کے عزیز صبح کے وقت پُرنم آنکھوں سے رخصت کرتے ہوں اور شام کو ٹھنڈی سانسوں سے خوش آمدید کہتے ہوں کیا اطمینان ہو سکتا ہے اُس شخص کو جو قرضخواہوں کے مطالبات کے خوف سے بازاروں میں ڈرتا ہوا اور کانپتا ہوا نکلتا ہو اور گلی کوچوں میں چھپتا ہوا اور دبکتا ہوا پھرتا ہو کہ کہیں قسائی اس کی گردن نہ ناپنے لگے کہیں عطار اس کا دامن نہ تھام لے اور کہیں شراب فروش اس کا ہاتھ نہ پکڑ لے۔

اپنی المناک زندگی کے ابتدائی دور میں میں ان بدنصیبوں کو دیکھتا تھا تو دوسروں کی طرح میں بھی یہی سمجھتا تھا کہ یہ لوگ جام شراب کے شہید نہیں بلکہ خنجر بے اعتدالی کے مقتول ہیں۔ اور میں نے طے کر لیا تھا کہ اگر مجھے شراب پینی پڑی تو ہرگز اعتدال کو ہاتھ سے نہ دونگا تاکہ مجھے اس قسم کے نتائج نہ بھگتنے پڑیں۔ لیکن جب میں نے ساغر ہاتھ میں لیا تو پھر حساب وشمار کو قائم نہ رکھ سکا، تدبیریں اُلٹی پڑیں اور تقدیر نے ٹھوکر کھائی اور مجھے مایوس ہونا پڑا۔ جس طرح ہر اُس شخص کو جو میری طرح غلط فہمی میں مبتلا ہو، انجام کار مایوس ہونا پڑتا ہے۔

آہ اگر میں "جام اولیں" کو ہونٹوں سے نہ لگاتا تو میرے عزیز مجھ سے آنکھیں نہ پھیرتے اور